بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تنبیہ: میرے بھائی مسلک، تقلید اور تعصب کی عینک اُتار کر پڑھنا

مسنون تراویح صرف (8+3) گیارہ رکعات ہیں۔

ترتیب

عبدالرؤف ہانجی السلفی

ناشر

ادارہ دارالسلفیہ خیرپورہ آروئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اھل عقل سے ایک سوال

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُوْلِهِ [الحجرات:٢]

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اَفْضَلُ الصَّلَاةِ طُوْلُ الْقُنُوْتِ

یعنی لمبے قیام والی نماز زیادہ افضل ہے۔[صحيح مسلم:1768]

اہل عقل جواب دیں۔ایک معمار ایک دن میں ایک دیوار تعمیر کرتا ہے، جو مالک کی منشاء سے زیادہ ہے۔لیکن دیوار ٹیڑھی تعمیر ہو جاتی ہے۔دوسرا معمار اس سے آدھی دیوار ہی تعمیر کرتا ہے، جو مالک کی منشاء کے عین مطابق ہے۔اور دیوار بھی سیدھی اور خوبصورت بن جاتی ہے۔ذرا بتائیں کس معمار کے کام سے مالک خوش ہو جائے گا؟

اس طرح ایک جماعت ماہ رمضان میں ایک گھنٹے سے کم مدت میں جلدی جلدی (9+20) ۲۹ رکعات ادا کرتی ہے جو سنت نبوی وسنت صحابہ سے زیادہ ہے اور دوسری جماعت ڈیڑھ گھنٹے سے زیادہ مدت میں ٹھہر ٹھہر کر (9+8) سترہ رکعات ادا کرتی ہے، جو سنتِ نبوی اور سنتِ صحابہ کے عین مطابق ہے۔انصاف سے فیصلہ کریں زیادہ صحیح طریقہ کس کا ہے؟

ماہ رمضان میں قیام اللیل کا اہتمام کرنا سنت نبوی اور اجرِ عظیم کے حصول کا ذریعہ ہے۔ قیام اللیل کا دوسرا نام صلوۃ التراویح بھی ہے۔ نفل نماز کی تعداد متعین نہیں ہے جو جتنا چاہے پڑھے۔ تاہم نبی ﷺ سے (بسند صحیح) نمازِ تراویح مع الوتر کی تعداد صرف گیارہ رکعات ثابت ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بھی صرف گیارہ کا حکم دیا تھا اور اسی پر عمل کی گئی۔ بیس رکعات والی روایت نہ مرفوعاً صحیح ثابت ہے نہ موقوفاً۔ تفصیل آگے آرہی ہے۔ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ ہمیں صحیح راستہ دکھائیں۔ آمین

رسول اللہ ﷺ نے صرف (3+8) گیارہ رکعات تراویح مع الوتر پڑھی۔

امی جان سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد صبح تک گیارہ رکعات پڑھتے تھے اور ہر دو رکعات پر سلام پھیرتے تھے اور ایک وتر پڑھتے تھے۔۔۔ الخ

عشاء کی نماز کو لوگ عتمہ کہتے ہیں۔ [صحیح مسلم 1718]

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے امی جان سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز رمضان میں کیسی ہوتی تھی؟ تو امی جان نے فرمایا:

مَا كَانَ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِ رَمَضَانَ عَلٰى اِحْدٰى عَشَرَةَ رَكْعَةً

رمضان ہو یا غیر رمضان آپ ﷺ گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔

[صحیح بخاری: ۲۰۰۸]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ فِیْ رَمَضَانَ ثَمَانِ رَکْعَاتٍ وَالْوِتْرَ

ہمیں رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں نماز پڑھائی، آپ نے آٹھ رکعات اور وتر پڑھے۔ [صحیح ابن خزیمہ: ۱۰۷۰]

دور نبوی میں صحابہ نے آٹھ (8) پڑھی۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے گھر میں عورتوں کو آٹھ رکعات اور وتر پڑھائی اور نبی ﷺ کو اس کی خبر دی تو آپ نے کچھ نہیں فرمایا۔ پس یہ رضا مندی والی سنت بن گئی۔ (مسند ابی یعلی ۳/۳۳۶ ح ۱۸۰۱ طبع دار المامون بیروت ۱۴۰۹ھ/ حیاۃ الصحابہ (اردو) ج ۳ ص ۱۶۵: از۔ محمد یوسف کاندھلوی دیوبندی)

علامہ ہیثمی نے کہا ''اس کی سند حسن ہے۔''

[مجمع الزوائد ۲/۷۴ ح ۲۳۸۷ دار الفکر بیروت ۱۴۱۲ھ/ آثار السنن: ح ۷۷۵ مکتبہ حقانیہ مُلتان]

ماہ رمضان میں تراویح، تہجد کے قائم مقام ہے۔

بعض لوگ دھوکہ دہی سے کام لے کر کہتے پھرتے ہیں کہ یہ آٹھ رکعات تہجد کی تھی نہ کہ تراویح کی۔ لیکن یہ محض سینہ زوری ہے۔ صحیح یہ ہے کہ رمضان میں تہجد اور تراویح ایک ہی ہے۔ دلائل درج ذیل ہیں:

(۱) فقہ کے دفاع میں تمام عمر ضائع کرنے والے ''انور شاہ لولابی کشمیری'' فرماتے ہیں:

وَلَا مَنَاصَ مِنْ تَسْلِيْمٍ اَنَّ تَرَاوِيْحَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَتْ ثَمَانِيَّةَ رَكْعَاتٍ وَلَمْ يَثْبُتْ فِيْ رِوَايَةٍ مِنْ رِوَايَاتِ اَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ صَلَّى التَّرَاوِيْحَ وَالتَّهَجُدَ عَلَيْحِدَةً عَلَيْحِدَةً فِيْ رَمَضَانَ (العرف الشذی ج۲ص۴۴۷طبع دارالایمان۱۴۳۰ھ/فیض الباری۳/۱۸۹ادارا حیاء۱۴۲۶/ جواہر الفقہ ۹/ ۳۸)

یعنی اس بات کو تسلیم کرنے میں کوئی چھٹکارا نہیں ہے کہ بے شک آپ ﷺ کی تراویح آٹھ رکعات تھی اور کسی ایک روایت میں بھی یہ ثابت نہیں ہوا کہ آپ نے رمضان میں تراویح اور تہجد علیحدہ علیحدہ پڑھے ہوں۔۔۔۔

سنن ترمذی (۸۰۶) اور سنن ابی داود (۱۳۷۵) کی حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ پوری رات سحری تراویح پڑھتے تھے۔ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حَتّٰی تَخَوَّفْنَا الْفَلَاحَ (ہم پڑھے رہتے تھے) حتی کہ ہمیں سحری کے فوت ہونے کا ڈر لاحق ہو جاتا تھا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بیس کا نہیں بلکہ آٹھ کا حکم دیا

سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابی بن کعب اور سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعات پڑھائیں [موطا امام مالک: ح ۲۴۵/ السنن الکبری للبیہقی: ۶۹۸/ مشکوۃ: ۱۳۰۲]

معروف حنفی محقق محمد علی نیموی اس حدیث کے بارے میں کہتے ہیں: ''اسنادہ صحیح'' (اس کی سند صحیح ہے) [آثار السنن: ح ۷۶/ توضیح السنن ۲/ ۴۳۷ المکتبہ المدینہ دیوبند ۲۰۱۱ء]

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا حکم عمل میں لایا گیا:

یہی صحابی ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:

بیشک عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اُبی اور تمیم داری رضی اللہ عنہما پر جمع کیا، پس وہ لوگوں کو گیارہ رکعات پڑھاتے تھے [مصنف ابن ابی شیبہ:۲۰۶/۳ ح ۷۶۵۳ طبع دار الحدیث القاہرہ ۱۴۳۴ھ]

صحابہ رضی اللہ عنھم صرف گیارہ ہی پڑھتے تھے۔

یہی صحابی ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

''ہم (صحابہ) عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں گیارہ رکعات پڑھتے تھے۔ [سنن سعید بن منصور بحوالہ الحاوی للفتاوی:۴۱۶/۱ دار الفکر ۱۴۲۴ھ/ حاشیہ آثار السنن نمبر ۲۸۰/ توضیح السنن:۴۳۷/۲]

علامہ سیوطی نے کہا: ''باسناد صحیح'' (یعنی صحیح سند کے ساتھ) [المصابیح فی صلاۃ التراویح ص ۲۸ طبع دار القبس ۱۴۰۶ھ]

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''میں تو اپنے لئے گیارہ رکعات قیامِ رمضان (تراویح) کا قائل ہوں اور اسی پر عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے لوگوں کو جمع کیا تھا، اور یہی رسول اللہ ﷺ کی نماز ہے، وَلَا اَدْرِیْ مَنْ اَحْدَثَ ھٰذَا الرَّکُوْعِ الْکَثِیْرِ یعنی میں نہیں جانتا کہ لوگوں نے یہ بہت سی رکعتیں کہاں سے نکال لی ہیں؟ [الصلوۃ والتہجد لابن الخراط ص ۲۸۹ طبع دار الوفاء ۱۴۱۳ھ/ عمدۃ القاری ۱۲۶/۱۱]

☆☆☆☆☆☆

بعض حنفی علماء کا اعتراف حق

بعض حنفی علماء نے بھی آٹھ رکعات تراویح کو مسنون کہا ہے۔

مثلاً:

(۱)ابن نُجیم حنفی[البحر الرائق ۲/۱۱۷ دار الکتب العلمیہ ۱۴۱۸ھ] (۲)مُلا علی القاری[مرقاۃ المفاتیح ۳/۳۴۵ دار الکتب العلمیہ ۲۰۰۷ء] (۳)ابن ھمام [فتح القدیر شرح ہدایہ ۱/۴۶۸ دار الفکر] (۴)علامہ زیلعی[نصب الرایہ ۲/۱۵۰ دار الکتب العلمیہ ۲۰۰۲ء] (۵)علامہ شُرُنبُلالی حنفی[مراقی الفلاح ۱/۱۵۷ المکتبۃ العصریۃ ۱۴۲۵ھ] (۶)زرکشی حنفی[الحاوی للفتاوی ۱/۴۱۶ دار الفکر ۱۴۲۴ھ] (۷)عبدالحق دہلوی [ماثبت بالسُّنۃ فی ایام السَّنۃ ۲۱۸ طبع مجتبی دہلی ۱۸۹۱ھ] (۸)طحطاوی حنفی[حاشیۃ الطحطاوی علی در المختار ۱/۲۹۵] (۹)عبدالحی لکھنوی[مجموعہ فتاویٰ عبدالحیٔ ۱/۳۳۱] (۱۰)انور شاہ لولابی کشمیری[العَرف الشذی ۲/۴۵۷/فیض الباری ۳/۱۸۹] (۱۱)ابوالاعلی مودودی حنفی[رسائل ومسائل ۲/۲۲۲ مرکزی مکتبہ اسلامیہ ۲۰۱۰ء]

ضعیف روایات کی تحقیق

سیدنا ابن عباس رضی الله عنه کی طرف منسوب بیس(۲۰)رکعات والی روایت کے ضعیف ہونے پر علماء کا اتفاق ہے.

روایت درج ذیل علماء کے نزدیک ضعیف ہے:

(۱)امام بیہقی[سنن الکبری ۲/۶۹۸ ح ۴۲۸۶] (۲)امام ابن عبدالبَر [التمہید ۸/۱۱۵ شاملہ] (۳)امام ذہبی[المیزان الاعتدال ۱/۴۸ دار المعرفۃ] (۴)علامہ ہیثمی [مجمع الزوائد ۳/۱۷۶

ح۵۰۴۳] (۵)علامہ بوصیری[اتحاف الخیرۃ المھرۃ ۳۸۴/۲ ح۱۷۲۵ادارالوطن ریاض]
(۶)ابن حجر[فتح الباری۳۲۲/۴ ح۲۰۱۳دارالسلام ۱۴۲۱ھ] (۷)ابن حجر ہیتمی[الفتاوی الفقہیہ الکبری۱۹۴/۱المکتبۃ الاسلامیہ] (۸)علامہ سیوطی[الحاوی للفتاوی۴۱۳/۱]

حنفی علماء

(۹)علامہ زیلعی[نصب الرایۃ۱۵۰/۲] (۱۰)بدر الدین عینی[عمدۃ القاری۱۲۷/۱۱ دارالفکر]
(۱۱)ابن ھمام[فتح القدیر۴۶۷/۱دارالفکر] (۱۲)صاحبِ الدرالمختار[غایۃ الاوطار۳۶۷/۱دکن ٹریڈرس۲۰۰۶ء] (۱۲)انورشاہ کشمیری[العَرف الشذی۷۴۵/۲] (۱۳)ابوطیب السندی[شرح الترمذی۴۶۳/۱] (۱۴)محمد زکریا کاندھلوی دیوبندی[اوجز المسالک۳۹۷/۱] (۱۵)حبیب الرحمٰن اعظمی[رکعات تراویح۵۹] (۱۶)عبدالشکور لکھنوی[علم الفقہ ۱۹۸] (۱۷)غلام حبیب کاملپوری دیوبندی[تقریظ ضیاء المصابیح ص۵](۱۸)ابوالاعلی مودودی حنفی[رسائل ومسائل ۲۲۲/۲]

وجہِ علت: ابو شیبہ ابراھیم بن عثمان نام راوی مجروح ھے. اسے درج ذیل محدثین وعلماء نے ضعیف قرار دیا:[تہذیب التہذیب۷۶/۱موسسۃ الرسالۃ۱۴۳۲]

(۱)امام شعبہ[العلل ومعرفۃ الرجال۲۸۷/۱رقم ۴۶۲] (۲)ابن سعد[طبقات ۳۸۴/۶] (۳)ابن معین[تاریخ ابن معین:۲۴۴] (۴)امام احمد بن حنبل[الجرح والتعدیل۱۱۵/۲] (۵)جوزجانی[احوال الرجال:۹] (۶)ابو زرعۃ الرازی[الجرح والتعدیل۱۱۵/۲](۷)امام بخاری [التاریخ الکبیر۳۱۰/۱] (۸)ابن عدی[الکامل ۳۹۲/۱](۹)امام ترمذی(سنن:۱۰۲۶) (۱۰)امام نسائی[الضعفاء والمتروکون:۱۲] (۱۱)امام دارقطنی [ایضاً ۴] (۱۲)بیہقی[السنن الکبری۴۹۶/۲ ح۴۲۸۶] (۱۳)ابن قیسرانی[ذخیرۃ الحفاظ:

۲۹۵۹دارالسلف ریاض](۱۴)امام نووی[شرح مسلم۱/۶۴](۱۵)امام ذہبی[الکاشف۱/۲۱۹](۱۶)علامہ ہیثمی[مجمع الزوائد۴/۱۸۰](۱۷)ابن حجر[تقریب:۲۱۵](۱۸)زیلعی حنفی[نصب الرایۃ۲/۱۵۰](۱۹)علامہ سخاوی[المقاصد الحسنۃ۱/۵۴۸](۲۰)امام مزی[تحفۃ الاشراف۵/۲۴۲ح۶۴۶۸] (۲۱)ملا علی قاری [موضوعات کبیر۱/۲۹۱](۲۲)علامہ سیوطی[اللائی المصنوعۃ۲/۲۲۹](۲۳)عبدالحئی لکھنوی[التعلیق المُمجّد ۲/۱۱۳] (۲۴)انور شاہ لولابی[العرف الشذی۲/۷۴۵](۲۵)لیاقت علی رضوی بریلوی[شرح ہدایہ۲/۵۹۲](۲۶)تقی عثمانی[درس ترمذی۳/۳۰۴]

بیس رکعات والی دوسری ضعیف روایات

(۱)سیدنا جابر کی طرف منسوب مرفوع روایت:[تاریخ جُرجان:ص۳۱۷]

یہ روایت جھوٹی اور منگھڑت ہے۔کیونکہ اس میں ''عمر بن ہارون'' اور ''محمد بن حُمید'' نامی دو راوی کذاب ہیں۔(تہذیب:۳/۲۵۵/۵۴۶۳)

(۲)سیدنا عمر نے ایک شخص کو بیس پڑھانے کا حکم دیا(مصنف ابن ابی شیبہ:۷۷۶۴)

علت:روایت منقطع ہے۔یحیی بن سعید نے عمر رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا۔[آثار السنن:۷۸۰]

ابن حزم نے کہا:یحیی،عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے پچیس سال بعد پیدا ہوا۔

[المحلی:۱۰/۶۰مسئلہ:۱۸۹۹]

(۳)عبدالعزیز بن رُفیع کہتے ہیں کہ اُبی رضی اللہ عنہ لوگوں کو مدینہ میں بیس پڑھاتے تھے۔(مصنّف ابن ابی شیبہ:۷۷۶۶)

علت:یہ روایت بھی منقطع ہے۔عبدالعزیز نے اُبی رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا[آثار السنن:۷۸۱حاشیہ]

موطا امام مالک کی روایت [رقم ۲۴۵] میں کوئی اضطراب نہیں۔

بعض الناس نے موطا کی آٹھ والی روایت میں محض دروغ گوئی سے کام لیتے ہوئے اسے مضطرب (ضعیف کی ایک قسم) بنانے کی ناکام کوشش کی ہے۔ [دیکھئے بیس رکعت تراویح از مظفر قاسمی: ص ۱۵۵] جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اضطراب ان کی نیتوں اور ذہنوں میں ہے۔ یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔ ہر راوی نے گیارہ کا عدد ہی روایت کیا ہیں۔ والحمدللہ

تفصیل: سائب بن یزید سے روایت کرنے والے شاگرد درج ذیل ہیں:

(۱) امام مالک نے گیارہ رکعات روایت کی۔ [موطا: ۲۴۵]

(۲) یحیی بن سعید القطان نے گیارہ رکعات روایت کی۔ [مصنف ابن ابی شیبہ: ۷۷۵۳]

(۳) عبدالعزیز بن محمد نے گیارہ رکعات روایت کی۔ [الحاوی للفتاوی: ۱/۴۱۶]

(۴) ابن اسحاق نے ۱۳ رکعات روایت کی۔ [فوائد ابی بکر النیسابوری: ق ۱۳۶/ب]

تنبیہ: نیموی حنفی نے اس میں یہ تطبیق دی کہ ان میں سے دو رکعتیں عشاء کی دو سنتیں ہونگی۔ [آثار السنن حدیث ۷۷۶ حاشیہ ۲۷۹] یعنی عشاء کی دو سنن، آٹھ تراویح اور تین وتر۔ یہی تطبیق راجح ہے۔

(۵) داود بن قیس نے ۲۱ رکعات روایت کی۔ [مصنف عبدالرزاق: ۷۷۳۰]

تنبیہ: یہ روایت امام عبدالرزاق (مدلس) کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔ لہذا اس کو صحیح روایت کے مقابل کھڑا کرنا اصول شکنی ہے۔

☆☆☆☆☆

(۴) یزید بن رومان کی روایت کہ: 'لوگ' (!؟) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں رمضان میں تیّس (۲۳) رکعات پڑھتے تھے۔ [موطا امام مالک: ح ۲۴۶]

علت: یہ روایت بھی منقطع ہے۔ امام بیہقی، بدرالدین عینی حنفی، ابن ملقّن، محمد علی نیموی حنفی کہتے ہیں: ''یزید بن رومان نے سیدنا عمر کا زمانہ نہیں پایا'' [نصب الرایہ: ۱۵۱/۲، دارالکتب العلمیہ ۱۴۲۲ھ/ عمدۃ القاری: ۱۱/ ۱۲۷ ح ۲۰۱۰ دارالفکر بیروت/ البدر المنیر ۳۵۱/۴ دارالھجرۃ/ آثار السنن: ۲۵۳]

اس روایت میں مذکور ''لوگ'' بھی نامعلوم ہے۔ کیونکہ صحابہ تو گیارہ ہی پڑھتے تھے، جیسا کہ اوپر گذر گیا۔

(۵) سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو بیس رکعات پڑھانے کا حکم دیا [مصنّف ابن ابی شیبہ: ۷۷۶۳]

علت: اس میں ابوالحسناء نامی راوی ''مجہول'' (نامعلوم) ہے [تقریب: ۸۰۵۳/ آثار السنن: ح ۷۸۵]

(۶) سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے رمضان میں قراء کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس پڑھائے۔ [سنن الکبریٰ بیہقی: ۶۹۹/۲ ح ۴۲۹۱]

علت: اس میں ''حماد بن شعیب'' سخت ضعیف ہے۔ [میزان الاعتدال: ۲۲۵۴/ آثار السنن: ۷۸۵]

حرمین میں بیس رکعات کا مسئلہ

بعض لوگ بیس رکعات تراویح کی ایک دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ حرمین شریفین میں بیس رکعات پڑھائی جاتی ہیں۔ عرض ہے کہ وہاں تو رفع یدین، آمین بالجہر، قراءۃ خلف الامام، جنازے میں ایک طرف سلام، فرض نماز کے بعد ذکر بالسّر وغیرہ بھی ہیں، ان کے بارے میں کیا خیال ہے؟

الغرض اس روایت میں کوئی اضطراب نہیں بلکہ ہر روایت میں گیارہ رکعات ہی بیان ہوئی ہیں۔بیس والی روایت نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور نہ ہی کسی صحابی سے۔لہذا تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابی کرام سے ثابت شدہ طریقہ کو ہی اپنائے۔اسی میں نجات ہے۔اللہ ہم سب کو صحیح دین پر چلنے کی ہدایت فرمائے۔آمین

☆☆☆☆

اس رسالے کو عام کرنے میں ہماری مدد کیجئے۔

آرڈر کرنے کے لئے درج ذیل پتہ پر رابطہ کریں۔

ادارہ دارالسّلفیہ خیر پورہ[کھار پورہ] آرونی،انت ناگ کشمیر

فون9858452407☆☆☆8803045299

darussalafia2014@gmail.com

☆☆☆☆☆

اپیل

ہمارا ادارہ تعمیرات کے ابتدائی مراحل میں چل رہا ہے۔اس لئے زکوۃ وصدقات سے ہمارے ادارے کی مدد کریں۔امداری رقم روانہ کرنے سے پہلے فون پر رابطہ کریں۔

☆☆☆☆☆